عہدرسالت وخلفاء راشدین میں عرب و ہند کے تعلقات

*ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری

Arabs and Indians share common trade linkages even before the advent of Islam. Prophet Mohammad (pbAh) mentioned Indians in his ahadith and used Indian articles in their daily life. Indian coasts enjoyed great significance in the past too. In the three trade routs of those times, two passed through India. Prophet Mohammad (pbAh) and his successor Rightly Guided Caliphs appreciated the significance of this region. They took special measures for improving relationships with Indians and for the betterment of the suppressed segment of this enclassed and culturally and religiously diverse and dispersed society. In this article, it is intended to highlight Muslim's immense contributions in order to uplift the political, social, economic, cultural, religious and political life of its inhabitants, without any distinction between Muslims and Non-Muslims.

سرزمین ہندوستان کو پوری دنیا میں ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ ہندوستان کی جغرافیائی اہمیت ومرکزیت ہمیشہ سے اقوام عالم کے لیے خصوصی توجہ کا مرکز رہی ہے۔علاوہ ازیں ہندوستان کی تاریخ بھی ایک خاص مقام رکھتی ہے۔اس خطے کی ایک اہم وجہ امتیاز اس کی تہذیبی روایات اور مذہبی تنوع اور وسعت ہے۔ ہندوستان کی تجارتی کشش اس پر مستزاد ہے۔ اپنی تجارتی اہمیت کی وجہ سے بھی قدیم و جدید ادوار میں بہت معروف خطہ رہا ہے۔

جزیرہ نما عرب میں آخری اور مکمل الہامی ہدایت کے طلوع ہونے کے وقت بھی ہندوستان ایک اہم تجارتی گزرگاہ ہونے کی وجہ سے عربوں کے لیے غیر معروف نہ تھا۔ نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سرزمین ہندوستان سے ناواقف نہ تھے۔ سیرت مبارکہ کے چند واقعات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث اس حقیقت کی تائید کرتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان کی سرزمین اور یہاں آباد قوموں کے حوالے سے گفتگو فرمائی ہے۔ اس مقالے انھی حقائق کو چند بنیادی حوالہ جات کی روشنی میں زیرِ بحث لایا جائے گا۔

اسلام کی آمد سے قبل ہندوستان کے ساحلی علاقے عرب تاجروں کی ایک معروف گزرگاہ تھے۔عرب

---

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تجارتی بحری قافلے جزیرہ نما عرب سے ہند کے ساحلی علاقوں (مثلاً گوا، مالا بار، کالی کٹ وغیرہ) سے ہوتے ہوئے سیلون (موجودہ سری لنکا) اور جزائر انڈونیشیا و ملائشیا تک جاتے تھے۔ تاہم سیاسی اور عسکری حوالے سے ہندوستان کا جو علاقہ سب سے پہلے مسلمانوں کے قدموں سے آشنا ہوا، وہ خطہ سندھ ہے۔ برصغیر ہندوستان کے اس عظیم خطے میں بلادِ سندھ آفتاب اسلام کا سب سے پہلا مطلع اور نبوی اثرات کے نتیجے میں قائم ہونے والا سب سے اولین مرکز تھا۔ بلاد سندھ ہی میں سب سے پہلے اسلام کا جھنڈا لہرایا گیا اور یہ خطہ باب اسلام کہلایا۔

۱۔ سندھ و ہند کی وجہ تسمیہ

چند مؤرخین نے سندھ اور ہند کو دو الگ الفاظ گردانا ہے۔ تاہم سندھ کی وجہ تسمیہ پر گفتگو کرتے ہوئے اس بات کے واضح اشارے ملتے ہیں کہ سندھ اور ہند دراصل ایک ہی خطہ زمین کا نام تھا۔ لفظ سندھ دراصل سندھ ہی کی تبدیل شدہ شکل ہے۔ اس اشکال کی وجاحت چند اہم حقائق کی روشنی میں پیش کی جاتی ہے۔

سندھ کی قدیم ثقافت اور تفصیلات سے تاریخ کی گرد مکمل طور پر جھاڑی نہیں جاسکی۔ اس تہذیب کے قدیم مراکز یعنی مہر گڑھ، موہنجوڈرو اور ہڑپہ سے دستیاب ہونے والی تحریریں ابھی تک پڑھی نہیں جاسکی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابھی تک یہ واضح نہیں ہوسکا کہ ان ادوار میں اس علاقے کو کس نام سے پکارا جاتا تھا۔

مشہور مسلمان مؤرخ یاقوت حموی کی رائے میں 'سندھ' اور 'ہند' دو بھائیوں کے نام ہیں جو حضرت حام بن نوحؑ کی نسل میں سے تھے۔ انھی بھائیوں کی نسبت سے اس خطے کو سندھ اور ہند کہلایا جانے لگا۔

السند و الهند كا نا أخوين من ولد بوقير بن يقطن بن حام بن نوحؑ، (۱)

یعنی سندھ اور ھند بوقیر بن یقطن بن حام بن نوحؑ کی اولاد میں سے دو بھائی تھے۔

میر علی شیر تتوی (ٹھٹھوی) نے بھی کچھ اسی طرح کی رائے پیش کی ہے:

سند موسوم باسم برادر هندو حام بن نوح عليه السلام اسم جامعست مرو لايت را، جهل و سيم ولايت از شعث ويك ولايت ربع مسكونت. (۲)

رائے خداداد خان نے بھی اپنی کتاب میں اسی قسم کی صراحت کی ہے:

هند و سند پسران حام بن نوح پيغمبر عليه السلام. (۳)

تاہم کسی ٹھوس شہادت کی عدم موجودگی کی وجہ سے مذکورہ بالا رائے کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کرنا مشکل ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جدید تحقیق کے نتیجے میں اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اس خطے کو سندھ یا ہند کا نام آریا قوم کی آمد کے بعد دیا گیا۔ مشرق وسطیٰ اور افغانستان میں آباد آریائی قوم نے قریباً 1700 ق م سے پہلے ایران میں اور اس کے کچھ عرصے کے بعد ہندوستان میں آباد ہونا شروع ہو گئے تھے۔ آریاؤں سے قبل سرزمین ہندوستان میں آباد موہنجوداڑو اور ہڑپہ کا دورانیہ قریباً 2500 ق م سے لے کر 1900 ق م تک بیان کیا جاتا ہے۔(۴) اپنی تہذیب، مذہبی عقائد، معاشرتی رسومات و روایات کے ساتھ آریائی قوم نے ہندوستان کے قدیم باسیوں کو اپنی زبان سے بھی روشناس کرایا۔ ایران کی قدیم ژند اور ہندوستان کی قدیم سنسکرت زبانیں دراصل اسی آریائی زبان کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ سندھ اور ہند کی اصطلاحیں مذکورہ دونوں ہی زبانوں سے ماخوذ ہیں۔(۵)

آریا قوم اپنے ساتھ کچھ مذہبی روایات لائے تھے۔ غالب امکان یہ ہے کہ یہ روایات کچھ تو تحریری صورت میں بھی موجود تھیں اور بقیہ کو ہندوستان میں آکر ضبطِ تحریر میں لایا گیا تھا۔ انھی تحریری اور صدری روایات کا مجموعہ رِگ وید کہلایا۔ سنسکرت زبان میں لکھی گئی رگ وید ہندوستان کی اولین مذہبی کتاب ہے۔ اس کتاب کا بیشتر حصہ آریائی اقوام کی مذہبی نظموں پر مشتمل ہے۔ ان نظموں میں دریائے سندھ اور اس سے متصل علاقوں کا تذکرہ زیادہ تفصیل سے ملتا ہے۔ دریائے سندھ مغرب اور شمال مغرب سے آنے والوں کے لیے اس سرزمین کا سب سے پہلا قابل ذکر وسیع دریا ہے۔ آریاؤں کی آمد بھی اسی راستے سے ہوئی اور ان کا سامنا سب سے پہلے اسی دریا سے ہوا۔ اسی وجہ سے انھوں نے اسے Sindhu سے تعبیر کیا۔ سنسکرت اور ژند زبانوں میں چونکہ دریا کے لیے Sindhu یا Hindu کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں لہٰذا گمان غالب یہی ہے کہ آریائی زبان میں دریا کے لیے یہی دو الفاظ یا انھی کے قریب المخرج الفاظ مستعمل ہوں گے۔

رگ وید میں سرزمین ہندوستان کے شمال مغربی حصے کے لیے Sapta Sindhu کا نام استعمال کیا گیا ہے۔ آریائی لوگوں نے ابتداء دریائے سندھ ہی کے کناروں اور قرب و جوار کو اس کی آب و ہوا اور زرخیزی کے باعث اپنی رہائش کے لیے زیادہ موافق خیال کیا ہوگا۔(۶)

ایک ہندوستانی محقق کے بقول آریائی قوم کی آمد سے قبل دریائے سندھ کی تہذیب کے اہم ترین مرکز موہنجوداڑو کو Saindhava Culture کا نام دیا گیا ہے۔(۷) ان کی رائے میں سندھ کی وجہ تسمیہ یہی لفظ ہے۔ البتہ اپنی اس رائے کے حق میں مصنف کوئی ٹھوس تاریخی دلیل پیش نہیں کر سکے۔ لہٰذا اُن کی اس رائے کو زیادہ پذیرائی نہیں مل سکی۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

لفظ سندھ رگ وید میں کئی مقامات پر استعمال کیا گیا ہے۔(۸) ہندوؤں کی دوسری مقدس کتب میں بھی لفظ سندھ موجود ہے۔ مہابھارت میں اس خطے کے لیے سندھ ہی نام استعمال ہوا ہے۔ مہابھارت کے بھشما پروا III میں ایک مقدس کردار سنجے (Sanjaya) اپنی عظیم دھرتی بھارت کے سات بڑے پہاڑوں اور متعدد دریاؤں کے نام گنواتے ہوئے دریاے سندھ کا بھی حوالہ دیا ہے۔(۹)

Encyclopedia of Americana میں بھی اسی قسم کی تصریح پیش کی گئی ہے؛

> Indus is derived from the Sanskrit word Sindhu, meaning river. from the same roots comes India and Indian Ocean. (۱۰)

برجور آواری نے بھی ہندوستان کی وجہ تسمیہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> The etymological roots of the term 'India' lie in a Sanskrit word, sindhu, meaning river frontier. (۱۱)

آریائی اقوام کی مقدس کتاب رگ وید میں دریاے سندھ اور دریاے سرسوتی (۱۲) کے درمیانی علاقے کو Sapta-sindhu یعنی سات دریاؤں کی سرزمین کا نام دیا گیا ہے۔ پاکستان کے صوبہ پنجاب کی وجہ تسمیہ بھی یہاں پر بہنے والے پانچ دریا ہیں۔ غالبا اُن سات دریاؤں میں سے دو دریاؤں کے سوکھ جانے کی وجہ سے یہ علاقہ پنجاب کے نام سے موسوم ہوگیا۔ کیونکہ رگ وید میں مذکور سات دریاؤں (سندھ، جہلم، چناب، راوی، ستلج/ بیاس، سرسوتی اور درسداوتی(drasadvati)) (۱۳) میں سے آخری دو دریا خشک ہو چکے ہیں۔ آخری الذکر دونوں دریاؤں کا تذکرہ اب صرف وید ہی میں ملتا ہے۔

چھٹی صدی ق م میں بابل کے بادشاہ نبوکیدنضر / بخت نصر (Nebuchaddnezar) کو شکست دینے کے بعد قدیم ایران (یعنی فارس) کے بادشاہ سائرس اعظم (Cyrus 595-530 BCE) نے اپنی سلطنت کو مستحکم کیا۔ سائرس اعظم کے بعد ان کے جانشین داریوس (Darius 550-486) نے ایرانی سلطنت کو سرزمین ہندوستان تک وسعت دی۔ ایرانیوں نے اس خطے کو ہند اور مکران کے ساحلوں سے لے کر پنجاب تک کے علاقے کو سندھ کے ناموں سے موسوم کیا۔ ازاں بعد ہند کی اصطلاح نہ صرف اس خطے بلکہ یہاں کے مذہب اور تمدن کے لیے بھی رائج ہوگیا۔ داریوس نے 480 ق م میں یونان پر لشکر کشی کی تو ہند/ سندھ سے بہت سے افراد کو اپنی فوج میں شامل کیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ یونانیوں کو ہندی افراد سے براہ راست تعارف حاصل ہوا۔(۱۴) پانچویں صدی کے یونانی مؤرخ ہیرودوٹس Herodotus نے پہلی مرتبہ اپنی تاریخ میں دریاے سندھ کی تہذیب کا تذکرہ کیا ہے۔ (۱۵)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

سکندر مقدونی دنیا کو فتح کرتے ہوئے 323ق م میں سرزمین ہندوستان میں بھی وارد ہوا۔ ہر آنے والے کی طرح اس طالع آزما کا استقبال بھی دریائے سندھ ہی نے کیا۔ دریائے سندھ یونانی لہجے میں Indos ہوگیا۔(۱۶) دریائے سندھ سے متصل اوراس کے پار وسیع علاقے کو India کہا جانے لگا۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں سندھو کی وجہ تسمیہ کے حوالے سے ایک جامع تجزیہ ملتا ہے۔ جس سے خطۂ سندھ کے نام سے متعلق ایک جامع تفصیل سامنے آتی ہے:

> صوبہ سندھ دریائے سندھ کا ڈیلٹائی علاقہ ہے اور یہ دریاء ہی اس کی رگ حیات ہے، اسی دریا کے نام سے قدیم نام ''سندھو'' سے لفظ ''سندھ'' ماخوذ ہے۔ یونانی مورخوں نے 'سندھو' کو 'انڈس' کہا اور اسی لفظ سے 'انڈ' 'ہند' اور 'انڈیا' ماخوذ ہیں۔ ایرانیوں اور پھر عربوں نے دریائے سندھ کو 'مہران' کے نام سے موسوم کیا اور اسی وجہ سے سندھ 'وادیٔ مہران' کے نام سے مشہور ہے۔(۱۷)

غرض مذکورہ بالا مولفین اور مصنفین کی آراء سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان میں سے زیادہ تر اس بات پر متفق ہیں کہ خطۂ سندھ کی وجہ تسمیہ دریائے سندھ ہی ہے۔

محققین کا دوسرا طبقہ اسے قدیم ایرانی زبان ژند سے ماخوذ سمجھتے ہیں۔ قریباً پانچویں صدی ق م میں سرزمین ایران کو فارس کہا جاتا تھا۔ یہاں کی ایک معروف مذہبی شخصیت زرتشت کی نسبت سے یہاں زرتشتیت کا رواج عام تھا۔ قدیم ایرانی مذہب زرتشتیت (Zorastariansim) کے مقدس صحیفے ژنداوستا (Zend Avesta) میں موجودہ پنجاب اور سندھ کی سرزمین کے لیے Hapta Hindu کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ ژنداوستا کے پہلے ہی حصے میں نیکی کے خدا اہورا مزدا Ahura Mazda دنیا کے سولہ خطوں کی تخلیق کی تفصیلات بیان کرتے ہیں۔ ان میں سے پندرھواں حصہ ارضی کو Hapta Hindu سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قابل توجہ امر یہ ہے کہ یہاں ہفت قدیم ژند زبان اور موجودہ فارسی زبان میں بھی سات کے عدد کے لیے بولا جاتا ہے۔ جبکہ ہندو (Hindu) کے معنی دریا ہیں۔ مذاہب عالم کے مشہور محقق میکس ملر (Max Muller) زیر نگرانی ہونے والے ژنداوستا کے ترجمے میں Hapta Hindu کا ترجمہ Seven Rivers یعنی سات دریا ہی کیا ہے۔ گویا اس سرزمین کو سات دریاؤں کی نسبت سے ھفتا ہندو یا صرف ہندو کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ژنداوستا کے متعلقہ حصے کا انگریزی ترجمہ درج ذیل ہے:

> 19(72). The fifteenth of the good lands and countries which I, Ahura Mazd, created, was the Seven Rivers [stress added].
> Thereupon came Angra Mainyu, who is all death, and he

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

counter-created by his witch craft abnormal issues in women and excessive heat.(۱۸)

عرب و ہند کے باہمی تعلقات پر باقاعدہ گفتگو کے آغاز سے قبل ایک بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ ہندوستان کے مذکورہ تمام نام بیرونی حملہ آوروں ہی کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہندوستان کے قدیم باشندے اس علاقے کو کیا کہتے تھے۔ہندوستان کی تاریخ کے مشہور مؤرخ Burjor Avari کے بقول رگ وید میں اس خطے کو 'بھارت' (Bharat) کہا جاتا تھا۔ بھارت کے علاوہ مدھیہ دیش (Madhyadesha)، آریہ ورت (Aryavarta) اور جمبودوپہ (Jambudvipa) کے ناموں کا سراغ بھی ملا ہے۔

They used Sanskritic proper nouns such as Bharat (a descendant of the ancient Puru clan), Madhyadesha (the Middle Country), Aryavarta (the land of the Aryans) and Jambudvipa (the shape of a Jambu tree, broad at the top and narrowing at its base, like the map of India) to describe the vast terrain with which they became familiar. Even today the constitution of the Republic of India recognises the official name of the country as 'India that is Bharat'.(۱۹)

II۔ عرب و ہند کے قدیم تعلقات

طلوع تاریخ سے قبل کے واقعات پر اگر ایک نظر ڈالی جائے تو اہل عرب اس بارے میں دعویٰ کرتے ہیں کہ ہندوستان سے ان کا تعلق صرف چند ہزار برس کا نہیں بلکہ آغاز انسانیت سے یہ ملک ان کا ''پدری وطن'' ہے۔ بقات ابن سعد میں حضرت حوا علیہا السلام کے تذکرے کے ذیل میں حضرت ابن عباسؓ کی دو روایات درج کی ہیں:

عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں: حوا علیہا السلام کا نام حوا اس لیے پڑا کہ وہ ہر ایک ذی حیات (انسان کی ماں ہیں)۔

ابن عباسؓ ایک دوسری روایت میں کہتے ہیں: آدم علیہ السلام کا ہبوط (بہشت سے) ہندوستان میں ہوا۔اور حوا علیہا لسلام کا جدے میں۔آدم علیہ السلام ان کی تلاش میں چلے تو چلتے چلتے مقام جمع تک پہنچے۔یہاں حوا علیہا السلام ان سے مزدلف ہوئیں۔اس لیے اس کا نام مزدلفہ پڑا اور جمع میں دونوں مجتمع ہائے اس لیے وہ جمع کے نام سے موسوم ہوا۔(۲۰)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جب حضرتِ آدمؑ جنت سے نکالے گئے تو پہلے لنکا (سرندیپ) یعنی ہندوستان کے جنوبی جزیرہ میں آئے اور حضرت حواؑ عرب میں، ان دونوں کی ملاقات جدہ میں ہوئی۔ عرب و ہندوستان سے تعلق رکھنے والی ہستیوں کی یہ پہلی ملاقات تھی، جو اس کرۂ خاکی پر وقوع پذیر ہوئی۔(۲۱)

''سبحة المرجان''میں مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے اس طرح کی کئی روایتیں جمع کی ہیں اور ان سے ہندوستان کی اہمیت وفضیلت ثابت کرنے کی کوشش کی۔ پھر اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ جنت سے نکلے تو حجر اسود بھی ان کے ساتھ تھا اور آج یہی پتھر لنکا اور جنوبی ہندوستان سے ہوتا ہوا مسلمانوں کی مقدس ترین عمارت ''خانہ کعبہ'' میں نصب ہے۔ حضرت آدمؑ کے نزول ہند کے بارے میں مندرجہ ذیل روایات ملتی ہیں:

اخرج ابن ابی حاتم عن علیؓ قال: خیر واد فی الناس وادی مکة و واد نزل به ادمؑ بارض الھند.(۲۲)

ھبوط آدمؑ کے بارے میں ایک اور حدیث ابن عدی نے روایت کی ہے:

ان ادم اھبط بالھندو و معه السندان و الکلبتان و المطرقة و اھبطت حوا بجدة.(۲۳)

لیکن علماء کے مطابق اصول حدیث کی رو سے ان تمام روایات کی صحت غیر مسلم ہے۔ ابن عدی کے بارے میں علامہ ابن حجر نے فرمایا: ''له منا کیر''(۲۴) یعنی ابن عدی کے پاس منکر احادیث ہیں۔ عرب و ہند کے قدیم تعلقات کے بارے میں سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

عرب اور ہند کے تعلقات کا سراغ پچھلے زمانے میں 2000 ق م تک چل سکا ہے جب فنیقیوں کے تجارتی قافلے بحر عرب سے بحر ہند میں آتے تھے، پھر 1000 ق م میں یمن کی قوم سبا کے گہرے تعلقات جنوبی ہند کے شہروں سے پیدا ہوئے۔ سمندر کے آمنے سامنے کے خشکی کے ان دو کناروں کے درمیان آمد و رفت اور روابط کی بنیاد تجارت ہی تھی۔(۲۵)

ڈاکٹر تارا چند ان قدیم تعلقات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ہندوستان اور مغربی ممالک، عرب، فلسطین اور مصر کے درمیان تجارتی تعلقات کی تاریخ بہت قدیم ہے، حضرت سلیمانؑ کے لیے، اوفر (Ophir) موجودہ بیپور (ہندوستان) سے سونا، چاندی، ہاتھی دانت اور طاؤس درآمد کیا کرتے تھے۔ فینقی (Phoenicians) قوم کے بھی ہندوستان کے ساتھ تجارتی تعلقات تھے۔ یونانیوں نے بھی ہندوستانی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تجارت کی حوصلہ افزائی کے لیے بحر احمر (Red Sea) پر بندرگاہیں قائم کیں۔(۲۶)

عربوں نے مشرق ومغرب کے درمیان تجارت میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ان کے علاقوں میں کئی تجارتی مراکز قائم تھے،تمدن کے علاوہ ان کے پاس ایسے مراکز بھی تھے جو اپنے محل وقوع کی بدولت خلیج فارس سے روانہ ہونے والے یا داخل ہونے والے ملاحوں کی آماجگاہ بن گئے تھے۔ (۲۷)

عرب و ہند کی تجارت تین راستوں سے ہوتی تھی، ان میں سے دو راستے عرب سے ہوکر گزرتے تھے۔انہی دوراستوں میں سے ایک راستہ یمن سے حجاز اور پھر شام سے ہوکر(بلوچستان کی بندرگاہ تیز،سندھ کی بندرگاہ دیبل (کراچی)، گجرات اور کاٹھیاواڑ کی بندرگاہ تھانہ (بمبئی)،کھمبائیت) آتا تھا۔(۲۸)

عرب و ہند و پاکستان کے درمیان قدیم الایام سے ایسے تجارتی روابط قائم ہوگئے تھے جنھوں نے دونوں علاقوں بلکہ تمام دنیا کی تاریخ پر اثر ڈالا اور جن کی تصدیق سے مورخین کو انکار نہیں۔ ہندوستان کی پیداوار اور دوسرے مال واسباب کی اہل یورپ اور اہل مصر کو ہمیشہ سے ضرورت رہی ہے۔عرب تاجر یہ مال جہازوں کے ذریعے ہندوستانی بندرگاہوں سے یمن اور وہاں سے خشکی کے راستے ملک شام پہنچاتے۔ جہاں یہ چیزیں پھر جہازوں پر لدتیں اور یورپ تک پہنچتیں۔ (۲۹)

سید سلیمان ندوی نے ان تجارتی تعلقات کے علاوہ علمی تعلقات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ان دونوں ملکوں میں علمی تعلقات بھی قائم تھے۔800ق م تک ہندوستان میں لکھنے کا عام رواج نہ تھا۔عرب تاجروں ہی کے ذریعے آرامی رسم الخط ہندوستان پہنچا، چنانچہ موریہ اور اندھرا خاندان کے کتبات انہی حروف میں تھے۔ ساتویں صدی ق م میں یہاں لوگ عربی زبان سے واقف تھے۔ پانڈوؤں کو جب جلانے کا تہیہ کیا جارہا تھا تو عربی زبان ہی میں ان کو اس راز سے آگاہ کیا گیا اور یدہشٹر نے عربی زبان میں ان کو جواب دیا۔ (۳۰)

حافظ غلام مرتضٰی نے عرب و ہند کے قبل از اسلام تعلقات کو مصدقہ قرار نہیں دیا اور لکھا کہ عرب و ہند کے تعلقات بہت قدیم بتائے جاتے ہیں،لیکن اب تک اس قدامت کی کوئی تحریری شہادت دستیاب نہیں ہوئی۔قدیم ہندوستان کے ادب میں تو عربوں کا کوئی حوالہ نہیں ملتا، البتہ عرب کے جاہلی ادب میں بعض ہندوستانی اشیاء کے حوالے ملتے ہیں، جیسے سیوف قلعیہ وغیرہ، ان یک طرفہ شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان تعلقات کی نوعیت اگر تھی تو محض تجارتی وہ بھی سطحی، بعثت اسلام سے قبل جنوب مشرقی عرب کے ساحلی باشندے جہاز رانی کا پیشہ کرتے تھے،ان کا علم ساحلوں تک محدود رہا ہوگا اور اس سلسلے کی کوئی سنی سنائی بات ان کی اپنی زبان میں پہنچ گئی ہوگی۔ (۳۱)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

III۔　عہدرسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور سندھ وہند

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ملک عرب کے اطراف و جوانب میں غیر ملکیوں کی ایک کثیر آبادی موجود تھی کیونکہ قدیم تجارتی اور مذہبی تعلقات کی بناء پر ہندوستان کے باشندوں کی یہاں آمد و رفت رہتی تھی۔ نتیجتاً ہندستانیوں کی مختلف قومیں اور جماعتیں وہاں مستقل طور پر آباد ہوگئی تھیں۔ ان کو اہل عرب زط (جاٹ)، سیابحہ، مید (ڈاکو) احامرہ، اساورہ اور سندھ و ہند کے ناموں سے یاد کرتے تھے اور یہ لوگ اپنی ہندی روایات اور صورتوں سے پہچان لیے جاتے تھے:

الـزط و السيـابحة، والاساورة، الأحامرة و الميديعيشون فی قبائل العرب مع بـقـاء تـقـاليـدهـم القديمة و عوائدهم الهندية، بحيث كانوا يعرفون بهئيآتهم وأجسامهم.(۳۲)

یوں تو عہد رسالت میں ہندوستان کی مختلف قومیں دیار عرب میں موجود تھیں لیکن ان میں سے زط اور سیابحہ بڑی تعداد میں عرب کے مشرقی سواحل اور ان سے متصل آبادیوں میں رہتے تھے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ ان کو پہچانتے تھے، صحیح بخاری شریف میں معراج سے متعلق روایات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ کو جسم و جثہ میں جاٹ سے تشبیہہ دی ہے:

عـن ابن عمرؓ قال ، قال رسول الله ﷺ: رأيت عيسىٰ و موسىٰ و اِبراهيم فأما عيسىٰ فـأحـمـر، جـعدٌ عريض الصدور وأما موسىٰ فآدم جسيمٌ سبطٌ كانهُ من رجال الزط.(۳۳)

میں نے عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیمؑ کو دیکھا، عیسیٰ سرخ رنگ اور کشادہ سینہ کے تھے اور موسیٰ گندمی رنگت کے خوش قامت وبدن تھے، جیسے وہ جاٹوں میں سے ہوں۔

10ھ میں حضرت خالد بن ولیدؓ نجران سے بنو حارث کا ایک وفد لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا:

من هؤ لاء الذين كأنهم رجال الهند؟

یہ کون لوگ ہیں جو گویا ہندوستان کے آدمی ہوں؟ تو عرض کیا گیا کہ

يا رسول اللهٰ هؤلآء رجال بنی الحارث بن كعب

یہ لوگ بنی حارث کے افراد ہیں۔ (۳۴)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

الف: سری لنکا سے وفد کی آمد

جس طرح سے اہل عرب ہندوستانی لوگوں کو جانتے پہچانتے تھے اُسی طرح سے ہند کے لوگ بھی عربوں میں دلچسپی رکھتے تھے، اسی لیے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر عام ہوئی تو ہند خاص طور پر جنوبی ہند اور اس کے جزائر سرندیپ (سیلون) وغیرہ میں مذہبی طبقہ نے اسے بہت اہمیت دی اور وہاں کے سادھوؤں نے بحری راستے سے ایک وفد روانہ کیا جو معلومات حاصل کرے۔لیکن کچھ وجوہات کی بناء پر یہ وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ پہنچا۔ بزرگ بن شہریار نے اپنی ذاتی تحقیق کی بناء پر لکھا ہے کہ:

کان أهل سرنديپ و ماوالا هالما بلغهم خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فأرسلوا رجلا و فیهما منهم و أمروه أن یسیر إلیه ...... و وصل إلی المدینة بعد أن قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و توفي أبو بكر ووجدا القائم بالأمر عمر بن الخطابؓ.(۳۵)

یعنی یہ وفد حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں مدینہ آیا اور معلومات وتعلیمات حاصل کیں۔

ب: عہد رسالتؐ میں ہندی اشیاء کا استعمال

عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہندوستان سے آنے والی چیزوں کا استعمال بھی معروف تھا۔اس کے علاوہ ایک ہندی راجہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ تحائف بھی بھیجے، جن کا ذکر امام حاکم نے اپنی مستدرک میں کیا ہے:

أهدیٰ ملك الهند إلی النبی جرة فیها زنجیل، فأطعم أصحابه قطعة قطعة و أطعمنی منها قطعةً (۳٦)

ترجمہ: ہندوستان کے ایک راجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مٹی کے گھڑے میں زنجیل (سونٹھ) کا ہدیہ بھیجا جسے آپ نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے صحابہ کو کھلایا۔اور ایک ٹکڑا مجھے بھی کھلایا۔

بہت سی ہندی اشیاء مثلاً، مشک، کافور، زنجبیل، قرنفل (لونگ)، فلفل (کالی مرچ)، منط ہندی، ساج (ساگوان کی لکڑی)، ہندی تلوار کا استعمال عرب میں عام تھا۔ابن خرداذبہ نے لکھا ہے:

و من الهند الاعواد و الصندلان، الكافور و الماكافور والبحوز بوا والقرنفل

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

والقاقلة و الكبابة و النارجيل و الشياب المتخذه من الحشيش و الشياب القطنية المخملة و الفيلة...... من السند القسط و القناد و الخيز ران (۳۷)

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے ان اشیاء کے استعمال کے بارے میں متعدد روایات موجود ہیں۔ امام بخاریؒ نے محمد بن ابوندیک سے ایک روایت کی ہے جس میں انہوں نے محمد بن ہلال سے حضرت عائشہؓ کے حجرے اور دروازے کے بارے میں دریافت کیا تو جواب آیا:

كان بابا واحداً :قلت :من أى شئ كان؟ قال :من عرعر أوساج. (۳۸)

یعنی دروازے کا ایک ہی کواڑ تھا، (میں نے پوچھا کس چیز کا تھا؟) تو بتایا کہ ساگوان کی لکڑی کا تھا۔

عرب میں ہندی تلواریں بہت زیادہ مقبول تھیں اور بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو قینقاع کے اسلحہ سے تین تلواریں ملی تھیں جن میں سے ایک ہندوستان کے شہر قلعہ سے، سیف قلعی، دوسری بتار اور تیسری حتف نامی تھی۔ علامہ بلاذری نے اس بارے میں لکھا ہے:

أصاب رسول الله من سلاح بنى قينقاع ثلاث أسيافٍ :سيف قلعياء، و سيفاً يدعى بتارا، وسيفاً يدعى الحتف. (۳۹)

ج: عرب و ہند میں آمدورفت سے متعلق روایات

عہد رسالت میں کسی شخص کے ہندوستان سے عرب یا عرب سے ہندوستان آنے کی مستند روایت نہیں ملتی، علمائے اسلام نے ان کا انکار کیا ہے اور ساقط الاعتبار قرار دیا ہے۔ لیکن کچھ واقعات نفس الامر میں ہوتے ہیں، اس احتمال سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مثال کے طور پر حضرت جابرؓ سے ایک روایت ملتی ہے کہ جس میں رفاعہ بنت العبد نامی ایک جنّیہ (قوم جنات) کا واقعہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک عرصہ کے بعد آئی تو پوچھنے پر عرض کیا:

مات لناميث بارض الهند فذهبت في تعزيتهم. (۴۰)

یعنی ہند میں کسی عزیز کی تعزیت کے لیے گئی تھی۔ اس کے بعد اس نے ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوب ہنسے۔ علامہ ابن حجر نے اس کی سند کے بعض رواۃ کو غیر معروف قرار دیا ہے۔ (۴۱)

قاضی اطہر مبارکپوری نے مجموع الرسائل نام کی ایک کتاب کے قلمی نسخہ سے پانچ صحابہ کرامؓ کے سندھ آنے کا واقعہ بیان کیا ہے۔ قاضی صاحب اصل عربی عبارت کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

روی أن رسول اللهﷺ أرسل کتابه اِلی أ هل السند علی ید خمسة نفر من الصحابةفلما جاوا فی السند فی قلعة یقال نیرون أسلم بعض أهله ثم رجع من الصحابة اثنان مع الوافد منهم فی السند، اظهر أهل السند الاسلام و بینوا لأهل السند الاحکام و ماتوافیه و قبورهم فیه الان موجودة وجدت.(۴۲)

روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے پانچ صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں اہل سندھ کو اپنا نامہ مبارک روانہ کیا، جب یہ حضرات سندھ میں نیرون کوٹ (موجودہ حیدرآباد سندھ) میں آئے تو وہاں کے کچھ لوگ مسلمان ہوگئے، پھر ان میں سے دو صحابہ واپس چلے گئے اور اہل سندھ نے کھل کر اسلام قبول کرلیا اور باقی تین حضرات نے سندھیوں کو تفصیل سے اسلام کے احکام سکھائے اور یہیں انتقال فرمایا، ان کی قبریں آج تک موجود ہیں اور پائی گئی ہیں۔

کتب حدیث اور تاریخ و رجال میں اس قسم کی کوئی اور روایت نہیں ملی نہ ہی اس کی تصدیق ہوسکی۔

دو شخصیات ایسی ہیں جن کے بارے میں یہ کہا گیا کہ وہ عرب آئے اور انہوں نے حضور اکرمؐ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ ان میں سے ایک رتن ہندی ہے جس نے رسول اللہﷺ کے چھ سو سال بعد صحابیت کا دعویٰ کیا۔ اس کا تعلق پنجاب کے شہر بھٹنڈہ سے تھا، علامہ ابن حجر نے رتن الہندی کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے جنہیں غلطی سے صحابی کا درجہ دے دیا گیا ہے:

رتن بن عبدالله الهندی ثم البترندی...... شیخ خفی خبره بزعمه دهرا طویلا اِلی ظهر علی رأس القرن السادس فادعی الصحبة. (۴۳)

علامہ ذھبی نے لکھا ہے کہ رتن ہندی ایک معمر شخص تھا جس نے چھٹی صدی ہجری میں بلاد مشرق میں ظاہر ہوکر دعویٰ صحابیت کیا اور جاہلوں نے اس سے روایات کی، بظاہر اس کا وجود نہیں ہے اور بعض افتراء پردازوں نے اس کا نام گھڑ لیا ہے۔ (۴۴)

اس کے علاوہ قنوج (موجودہ پنجاب) کے راجہ سرباتک ہندی کے بارے میں روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے بھی دعویٰ صحابیت کیا:

سمعت سرباتك الهندی یقول رأیت محمداً مرتین بمكة و بالمدینه مرة وکان من احسن الناس وجهاً ربعة من الرجال، مات سرباتك سنة ثلاث

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

وثلاثين و ثلثمائة.(۴۵)

یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ میں دو مرتبہ اور مدینہ میں ایک مرتبہ زیارت کی، حضور سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے اور میانہ قد تھے۔

علامہ ذھبیؒ نے اسحٰق طوسی کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہوں نے سرباتک کو دیکھا، اور حضور نے ان کی طرف کچھ صحابہ کو اسلام کی دعوت دے کر بھیجا جسے اس نے قبول کیا۔ ذھبی کہتے ہیں کہ ایک واضح جھوٹ ہے اور اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

جاء عن اسحٰق الطوسی قائل رأيت سرباتك ملك الهند فقلت له كم لك قال تسعمائه و خمس و عشرون سنة و ذكر أن النبي صلى الله عليه وسلم انفذ اليه حذيفة بن اليمان و اسامة بن زيد و صهيباً يدعوه الى الإسلام فأسلم و قبل كتاب النبیؐ و هذا كذب واضح.(۴۶)

IV۔ عہدِ خلفاء راشدین اور سندھ و ہند:

خلافت راشدہ کی کل مدت (ربیع الاول 11ھ سے رمضان 40ھ تک) 30 سال تک ہے۔ جس کے آخری بیس سالوں میں ہندوستان سے اس کا کسی نہ کسی حد تک تعلق رہا، عام روایت کی رو سے 23ھ میں مکران فتح ہوا مگر بعض روایات میں ہے کہ 21ھ میں فارس پر متعدد مہمات کی گئیں اور اسی سال مکران پر بھی فوج کشی ہوئی۔ ویسے تو ہندوستان سے مسلمانوں کا باقاعدہ رشتہ خلافتِ فاروقی میں قائم ہوا مگر کسی نہ کسی حیثیت سے اس کی ابتداء عہد صدیقی ہی میں ہو چکی تھی۔

الف: فتوحات

i۔ عہد صدیقیؓ:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مدت خلافت تقریباً (11ھ سے 13ھ) دو سال اور تین ماہ ہے اور اس کی ابتداء شدید قسم کے فتنہ ارتداد سے ہوئی جس کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ کو ہند و فارس کی طرف توجہ کا موقع نہیں ملا اور عرب و ہند کے تعلقات میں اس وقت ناخوشگواری پیدا ہوئی جب ہندوستانی جاٹوں اور سیابحہ نے مشرقی عرب کے مرتدوں کا ساتھ دیا۔ علامہ طبریؒ اس واقعے کے بارے میں لکھتے ہیں:

لما مات النبي خرج الحطم بن ضبيعة اخوبني قيس بن ثعلبة في من اتبعه من

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بكر بن وائل على الردة و من تأشب اليه من غير المرتدين...... و ابتغوى الحظ و من فيها من الزط و السيابحة. (۴۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بنوقیس بن ثعلبہ کے شخص حطم نے ارتداد کا جھنڈا بلند کیا اور بنوبکر بن وائل کے مرتدوں کو لے کر خروج کیا اور خطہ کے عربوں اور وہاں کے جاٹوں اور سیابحہ کو گمراہ کر کے اپنے ساتھ کر لیا۔

حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں مشرقی علاقوں مثلاً فارس (ایران) وغیرہ سے چھوٹی چھوٹی جھڑپیں ہوتی رہیں اور آپ نے مثنیٰ بن حارثہ کو خالد بن ولیدؓ کی ماتحتی میں ایران کے جہاد پر روانہ بھی کیا۔ 12ھ کے واقعات کے تحت خلیفہ بن خیاط نے اس مہم کا بھی ذکر کیا ہے:

فيها بعث أبو بكر خالد بن وليد الى أرض البصرة و كانت تسمى أرض الهند. (۴۸)

حضرت ابوبکرؓ کے بعد مثنیٰ بن حارثہ نے حضرت عمرؓ کو ایران کے اندرونی حالات سے آگاہ کر کے حملہ کی اجازت طلب کی جس کے نتیجہ میں 16ھ میں قادسیہ فتح ہوا اور مشرقی ممالک میں اثر ونفوذ کا ذریعہ بنا۔ اس طرح عہد فاروقی میں ہندوستان کی فتوحات کے ابتدائی اسباب عہد صدیقی سے ہی پیدا ہو رہے تھے۔

ii۔ عہد فاروقیؓ:

حضرت عمر بن خطابؓ کی مدت خلافت (13ھ تا ذوالحجہ 23ھ) تقریباً دس سال، چھ ماہ ہے، عہد فاروقی کا ہندوسندھ سے تعلق تو سرندیپ سے آنے والے وفد جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر سن کر روانہ ہوا تھا اور حضرت عمرؓ کے عہد میں یہاں پہنچا سے ہی شروع ہو گیا تھا۔

فتوحات کے ضمن میں سب سے پہلے حضرت عمرؓ ہی نے ہندوستان میں جہاد کے امکانات پر غور فرمایا اور سندھ کے مرکزی شہر قندابیل جو شاہان فارس کا اہم فوجی مرکز بھی تھا جس سے وہ بجستان، کرمان، مکران اور سندھ تک طاقت کا استعمال کرتے تھے۔ روایت ہے:

ان عمر قال: من يخبرنا عن قندابيل؟ فقال رجل: يا امير المومنين ماؤها وَشل، و تمرها دقل، و لصها بطل، ان كان بها الكثير جاعوا، ان كان لها القليل ضاعوا، قال عمر: لا يسألني الله عن احدٍ بعثته اِليها أبداً. (۴۹)

حضرت عمرؓ نے کہا کہ قندابیل کے متعلق کون ہمیں معلومات دے سکتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا: یا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

امیر المومنین ! وہاں کا پانی خراب، کھجور ردی اور چور بہادر ہیں ، اگر وہاں زیادہ آدمی ہوں تو بھوکوں مر جائیں اور اگر کم تعداد میں ہوں تو ختم کر دیے جائیں، یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کسی ایسے شخص کے بارے میں سوال نہ کرے جسے وہاں روانہ کروں۔

غرض ناموافق حالات کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے قندابیل پر حملہ کا ارادہ ترک کر دیا۔مشرقی علاقوں پر فوج کشی کے لیے اہل فارس کے دو اہم فوجی مراکز قندابیل اور اُبلہ پر کنٹرول ضروری تھا۔قندابیل کا ذکر تو گزر چکا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔جہاں تک اُبلہ کا تعلق ہے تو ایرانیوں سے جنگ کے لیے اسی عراقی دروازہ پر قبضہ کیا گیا۔علامہ طبری ابلہ کی فوجی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

كان فرج الهند اعظم خروج فارس شأناً و أشدها شوكة و كان صاحبه يحارب العرب فى البر و الهند فى البحر. (۵۰)

فرج الہند یعنی ابلہ فارس کے عظیم مرکزوں میں سے تھا، یہاں کا حاکم خشکی کے راستے عرب سے اور سمندری راہ سے ہندوستان میں لڑتا تھا۔

ایرانیوں کی طاقت کا زور کم ہونے کے بعد دو اہم شہر کوفہ اور بصرہ آباد کیے گئے اور ان دونوں کو مسلمانوں کے اہم فوجی مراکز کا درجہ حاصل ہوا۔علامہ ابن سعد نے لکھا ہے:

كان عتبة بن غزوان قد حضر مع سعد بن ابى وقاص حين هزم الاعاجم، فكتب عمر بن الخطاب الى سعد بن وقاص ان يضرب قيروانه بالكوفة و ان يبعث عتبة الى أرض الهند...... ويتخذ بها للمسلمين قيراوناً. (۵۱)

جب ایرانیوں کو شکست ہوگئی، عتبہ بن غزوان، سعد بن ابی وقاص کے ساتھ مل گئے اور حضرت عمرؓ نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا کہ وہ اپنے فوجی کارواں کو مقام کوفہ میں روک لیں اور عتبہ بن غزوان کو ارض الہند (بصرۃ وابلۃ) روانہ کر دیں اور ان کو مسلمانوں کیلئے قیام گاہ و مسکن بنائیں۔

عتبہ بن غزوان نے ابلہ فتح کرنے کے بعد حضرت عمرؓ کو لکھا:

يعلمه ذلك و يخبره أن الابلة فرضة البحرين و عمان و الهند و الصين (۵۲)

یعنی یہ مقام بحرین، عمان، ہند اور چین کی بندرگاہ ہے۔

امام ابو یوسف نے بھی ابلہ کا ذکر ''فرج ارض الہند'' یعنی ہندستان کی دہلیز کے طور پر کیا ہے۔(۵۳)

لہٰذا جب مشرقی ممالک خصوصاً فارس فتح ہوئے تو فارس کا ہندستانی علاقہ یعنی سجستان و کابل، مکران اور سندھ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

وغیرہ کے کچھ حصے بھی اس فتح میں شامل ہوئے۔ اسی لیے بعض مورخوں اور علمائے رجال نے کابل وغیرہ کی فتح کو ہندوسندھ کی فتح قرار دیا اور کابلی علماء کو ہندی نسبت سے یاد کیا کیونکہ خلافتِ راشدہ میں ہندوسندھ کے ان قدیم علاقوں کی ملکی، سیاسی، تمدنی، جغرافیائی تقسیم بے حد مشکل ہے۔

عہد فاروقی میں ہی ایرانیوں کے ساتھ ملے ہوئے جاٹوں اور سیابحہ نے اس وقت اسلام قبول کرلیا جب حضرت ابوموسیٰ اشعری نے 16ھ میں ایرانی شہر سوس کا محاصرہ وحملہ کیا کیونکہ وہ جان گئے تھے کہ طاقت ایرانیوں کے ہاتھ سے نکل رہی ہے۔

فلما اجتمعت الاساورة و الزط و السيابحة تنازعتهم بنو تميم فرغبوا فيهم، فصارت الاساورة فى بنى سعد، الزط و السيابحة فى بنى حنظلة، فاقاموا معهم يقاتلون المشركين و خرجوا مع ابن عامر الى خراسان. (۵۴)

فتوح السند والہند کے حوالے سے سب سے اہم واقعہ حضرت عثمان بن أبي العاص الثقفیؓ کی بحرین اور عمان میں تقرری کے وقت پیش آیا جب انہوں نے اپنے بھائی کو بحرین بھیجا، اور خود عمان پہنچ کر ایک بحری بیڑا ہندوستان کی طرف روانہ کیا۔ یہ بحری بیڑہ تھانہ (بمبئی) پہنچا اور یہاں سے کامیاب لوٹا۔ (۵۵) علامہ بلاذری نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے:

ولى عمر بن خطاب ، عثمان بن ابى العاص الثقفى البحرين وعمان سنة خمس عشرة فوجه أخاه الحكم الى البحرين و مضى الى عمان فاقطع جيشاً الى تانه. (۵۶)

پھر ایک مہم مغیرہ بن ابی العاص کی قیادت میں سندھ کے علاقہ دیبل اور ایک مہم بھڑوچ پر حملہ آور ہوئی۔ لیکن حضرت عمر کو جب معلوم ہوا تو سخت ناراض ہوئے اور ایک نہایت تہدید آمیز خط لکھا:

يا أخا ثقيف حملت دوداً على عود و انى أحلف بالله إلو أ صيبوا الأخذت من قومك مثلهم (۵۷)

ثقیف کے بھائی، تو نے کیڑے کو لکڑی پر چڑھایا، قسم ہے اگر وہ لوگ ضائع ہو جاتے تو میں تیری قوم سے اتنے ہی آدمی لے لیتا۔

حضرت عمر کی برافروختگی کی وجہ بظاہر یہ تھی کہ وہ ایک غیر ملک میں مسلمانوں کو بھیجنا دانشمندانہ بات نہیں سمجھتے تھے اور دوسرے یہ اسلام کی سیاسی پالیسی کے خلاف تھا۔ مسلمانوں نے بالخصوص قرون اولیٰ میں صرف

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ان ہی ممالک واقوام کے خلاف نبرد آزمائی کی جو کسی نہ کسی طرح ان کے درپئے استحصال تھیں۔

23 ھجری میں مکران فتح ہوا اور اسی سال حضرت عمرؓ کی بھی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

iii۔خلافتِ عثمانیؓ:

حضرت عثمان بن عفانؓ محرم 24 ھجری میں خلیفہ ہوئے اور ذوالحجہ 35 ھجری میں شہید کر دیے گئے، مدت خلافت تقریباً 12 سال ہے۔ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد فارس میں سرکشی کی ہوا چل پڑی جس میں سندھ ومکران کا علاقہ بھی شامل تھا۔

حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن عامرؓ کو عراق کا گورنر مقرر کیا تو انہیں ثغر الھند کی کی طرف حالات معلوم کرنے کی خاطر دریائی مہم بھیجنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن عامر نے حکیم بن جبلہ العبدی کو ایک دستہ کے ساتھ وہاں روانہ کیا۔ وہ بلوچستان اور سندھ کے مشرقی علاقے تک گئے اور واپس آ کر حالات سے آگاہ کیا۔

ولی عبدا للہ بن عامر بن کریز العراق کتب الیه یأ مره أن یوجه إلی ثغر الهند من یعلم علمه و ینصرف إلیه بخبره فوجه حکیم بن جبلة العبدي.(٥٨)

علامہ بلاذری کے مطابق انہوں نے سندھ و ہند کے حالات تسلی بخش قرار نہ دیئے جس کی وجہ سے حضرت عثمانؓ نے اس مہم کو نظرانداز کر دیا۔(٥٩)

گورنر عراق عبداللہ بن عامرؓ نے ربیع بن زیاد حارثی کو سیستان فتح کرنے پر مامور کیا، انہوں نے دارالحکومت اشیر کو فتح کر کے مکران کی طرف قدم بڑھایا، اہل مکران اور سندھ کے ہندو راجہ مقابلے کو آئے لیکن شکست کھائی، ربیع نے فتوحات کے جوش میں دریائے سندھ عبور کرنے کی اجازت طلب کی لیکن حضرت عثمان نے اجازت نہیں دی۔

قاضی اطہر مبارکپوری لکھتے ہیں کہ مکران وسندھ میں تادیبی کاروائی کے بعد مکران میں مستقل عمال رکھے گئے جنہوں نے حالات کی بحالی کی پوری کوشش کی اور اس زمانہ میں عربوں نے بلوچستان میں آبادیاں قائم کیں، کاشت کاری کے ذریعے حاصل ہونے والے عشر کو دربار خلافت میں بھی روانہ کیا جاتا تھا اور قندابیل میں فوجی طاقت رکھی گئی۔ (٦٠)

iv۔عہد مرتضویؓ:

حضرت علیؓ بن ابی طالب ذوالحجہ 35ھ میں خلیفہ ہوئے اور 17 رمضان 40ھ میں شہید کر دیئے گئے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مدت خلافت تقریباً 5 سال ہے۔آپ کی خلافت کا بیشتر زمانہ داخلی فتنوں اور خوارج کی شورشوں کو فرو کرنے میں گزرا لیکن اس کے باوجود آپ نے ثغر ھندوسندھ اور مشرقی فتوحات کے سلسلے کو رکنے نہیں دیا۔حارث بن مرۃ نے آپ کی اجازت سے سرحد ہند پر حملہ کیا اور کثیر مالِ غنیمت حاصل کیا۔حارث اور ان کے اصحاب ارض قیقان میں کام آئے ،صرف چند زندہ بچے۔

> **فی خلافة علی توجه إلی ذلك الثغر الحارث بن مرة العبدی متطوعاً باذن علی فظفرو أصاب مغنماً و سبیاً. (٦١)**

خلیفہ بن خیاط نے اس بارے میں لکھا ہے کہ حارث نے حضرت علیؓ کے عہد میں مکران پر حملہ کیا اور کامیاب ہوئے۔

> **جمع الحارث بن مرة العبدی جمعاً أیام علی وسار اِلی بلاد مکران فظفر و غنم ...... فلم یغز ذلك الثغر حتی کان أیام معاویة. (٦٢)**

یعنی حضرت علیؓ کے عہد میں مکران پر کامیاب مہم کے بعد عہد معاویہ تک اس علاقے میں کوئی مہم روانہ نہ کی گئی جس وقت اسلامی فوج بڑھ چڑھ کر فتوحات حاصل کر رہی تھی ،حضرت علی کی شہادت کی خبر سن کر مجاہدین مکران سے واپس لوٹ آئے۔

> **درین فتح بودند که خبر شهادت امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ رسید، از آنجا باز گئستند چون به مکران رسیدند. (٦٣)**

غرض خلافت راشدہ ہی میں مکران اور سندھ کو ہندوستان کا علاقہ قرار دے کر یہاں کے حربی اور انتظامی امور کو خراسان وسجستان سے علیحدہ کر کے یہاں مستقل امراء وعمال رکھے گئے۔اس کے علاوہ کرمان، بامیان ،قنس (قفس) کے علاقے بھی سندھ ومکران میں شامل تھے۔اس طرح خلافت راشدہ میں تقریباً 15 فتوحات ہوئیں۔

عہد فاروقی کی پہلی تین فتوحات مطوعانہ وفدائیانہ تھیں اور ایران جہاد کرنے والی فوجوں کے بعض دستوں نے اپنے طور پر اور اپنی صوابدید سے ان میں حصہ لیا تھا ،باقی دس فتوحات سرکاری تھیں اور ان کے بارے میں خلافت سے باقاعدہ اجازت دی گئی تھی ،البتہ آخر کی تین فتوحات کے سلسلے میں حضرت علیؓ کی صرف اجازت لی گئی اور ان کو سرکاری حیثیت دے دی گئی۔آخر میں سندھ وہند میں خلافت راشدہ کے انتظام وانصرام کا ایک مختصر مگر جامع جائزہ لیتے ہیں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ب: انتظام وانصرام

خلافت راشدہ میں حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کے زمانے تک حجاز کا شہر مدینہ منورہ عالم اسلام کا دارالخلافہ رہا اور اس 25 سال کی مدت میں سب ممالک اسلامیہ اور مفتوحہ علاقے اسی مرکز سے وابستہ رہے۔ اسی دوران مشرقی ممالک کے حربی اور انتظامی امور ومعاملات کے لیے دو مراکز (کوفہ وبصرہ) عراق میں بنائے گئے۔ چنانچہ فارس اور سندھ وغیرہ میں فتوحات، عمال کا عزل ونصب اور ملکی انتظامات کے ذمہ دار بصرہ کے امراء ہوتے تھے اور خلیفۂ وقت کے حکم ومشورے کے مطابق کام کرتے تھے۔ لیکن 35ھ کے بعد مدینہ منورہ کی اصل مرکزیت کوفہ کے حق میں ختم ہوگئی، مگر اس دور میں بھی بصرہ کی علاقائی مرکزیت باقی رہی اور اس کے ذریعے سے مرکز اور ہندوستان کے درمیان ربط قائم کرنے میں مدد ملتی رہی۔

i۔ خط وکتابت:

حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں سندھ وہند کے ساتھ کوئی باقاعدہ رابطہ نہ ہوسکا اس لیے خط وکتابت کا تصور محال ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں سرکاری طور پر مشرقی علاقوں کے سلسلے میں خط وکتابت کا سلسلہ جاری ہوا۔ جب ابلہ فتح ہوا تو آپ نے قندابیل جو اہل فارس کا مضبوط فوجی مرکز تھا کے متعلق معلومات حاصل کیں۔

اسی طرح جب ابن ابی العاص الثقفیؓ نے تھانہ پر حملہ کیا تو انہیں بھی ایک تہدید آمیز خط ارسال کیا۔ پھر جب 16ھ میں جاٹوں نے اسلام کے سلسلہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری کے سامنے شرائط رکھیں تو ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عمرؓ کو اس معاملہ سے آگاہ کیا، اس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے آپ کو لکھ بھیجا کہ ''اعطھم جمیع ماسألوا۔''(۶۴) یعنی وہ جو کچھ مانگتے ہیں ان کو دے دو۔

حضرت عثمانؓ نے بھی حکیم بن جبلہ عبدی کو سندھ ومکران کی طرف مخبر ومبصر بنا کر بھیجا اور انہوں نے اس علاقے کی تفصیلات لا کر آپ کے سامنے پیش کیں، پھر آپ نے حسب حال کارروائی کی۔ حضرت عثمانؓ نے ان علاقوں میں تین امراء مقرر کیے۔ اور اسی طرح حضرت علیؓ کی خلافت میں بھی حارث بن مرہ عبدی نے آپ کی اجازت لے کر وہاں کارروائی کی۔

ii۔ مذہبی، فکری اور معاشی آزادی:

اسلامی تاریخ کا ہر صفحہ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے ذمیوں کے ساتھ ہمیشہ فراخدلی، سیر چشمی اور حسن سلوک کا برتاؤ کر کے ان کو ہر طرح کی مذہبی، فکری اور معاشی آزادی سے نوازا۔ سجستان سے متصل ہندوستان کا پہلا علاقہ بامیان تھا، جہاں ایک بت خانہ تھا، یہ بہت بڑا تھا اور اس میں ہندوؤں کے مہنت و پجاری

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

رہتے تھے (٦٥)۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ غیر مسلموں کی یہ عبادت گاہیں کئی صدیوں تک باقی رہیں اور مسلمانوں نے کبھی ان بت خانوں سے کوئی تعرض نہیں کیا۔

iii۔ حکام کا تقرر:

مدینہ منورہ کے بعد اسلامی ہند کا علاقائی مرکز بصرہ تھا، خلافت راشدہ میں بصرہ میں تعینات ہونے والے گورنروں میں سب سے پہلے ابوموسیٰ اشعری (16ھ تا 28ھ) کا نام آتا ہے۔ ان کے بعد عہد عثمانی میں عبداللہ بن عامر کا دورِ امارت آیا، پھر عہد علیؓ میں پہلے عثمان بن حنیف اور پھر عبداللہ بن عباس کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ (٦٦)

ان سب نے اپنے اپنے دورِ امارت میں ان ممالک کی فتوحات ومہمات اور انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

مکران وسندھ میں پانچ مستقل امراء وحکام خلافت راشدہ کی طرف سے مقرر کیے گئے تھے، جو انتظامیہ اور حربی دونوں شعبوں کے ذمہ دار تھے۔ ان میں بالترتیب حکم بن عمرو تغلبی (عہد فاروقی)، عبیداللہ بن معمر قریشی اور عمیر بن سعد (عہد عثمانی)، ابن کندیر قشیری اور حارث بن مرہ عبدی (عہد علیؓ) کے نام شامل ہیں۔ (٦٧)

حوالہ جات وحواشی

(۱)۔ حموی، عبداللہ بن یاقوت، معجم البلدان، دارصادر، بیروت، ۱۵۱/٦

(۲)۔ تتوی، میر علی شیر، تحفۃ الکرام، سندھی ادبی بورڈ، حیدرآباد، ۱۹۷۱ء، ۵

(۳)۔ خداداخان، لب تاریخ سندھ، سندھی ادبی بورڈ، کراچی، ۱۹۵۹، ۳

(۴)۔ Charles Keith Moisles, Early Civilization of the Old World (London, NY: Routledge, 2001), p. 186

(۵)۔ Burjor Avari, India---The Ancient Past (London, NY: Routledge,2007), p.1

(٦)۔ A. C. Clayton, The RIG-VEDA and VEDIC Religion (London & Madras: Christian Literature Society for India, 1913), p.4.

(۷)۔ Sirinivas Iyangar, Advanced History of India, 27

(۸)۔ see Rig Veda, Book 10, Tr Ralph T. H. Griffith, 1896, Retrieved from www.sacred-texts.com/rigveda/rv10075.html on 26-06-2011

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

(۹)۔ Mahabharata, Bhishma Parva II, 342, Retrieved from Sacred-texts.com/hin/vp

(۱۰)۔ The Encyclopedia Americana, s.v. India (NY: Americana Cooperation, 1829, 1st Ed.), XV/78.

(۱۱)۔ Burjor Avari, India---The Ancient Past (London, NY: Routledge, 2007), p.1

(۱۲)۔ اس دریا کا تذکرہ ویدوں میں موجود ہے۔اس دریا کا منبع ہمالیہ کے پہاڑوں میں تھا اور دریاے سندھ کے بالمقابل بہتا ہوا ’رن آف کچھ‘ کے مقام پر بحرِ ہند میں ضم ہو جاتا تھا۔ گویا یہ ایک تاریخی حقیقت کے طور پر موجود تھا۔غالب امکان ہے کہ ہزاروں سال قبل کسی بڑی جغرافیائی تبدیلی کے نتیجے میں اس دریا کا راستہ تبدیل ہو گیا۔اسی دریا کو دریاے ہاکڑا (Hakra River) یا دریاے گھاگر (Ghaggar River) بھی کہتے تھے۔جدید تحقیق کے مطابق سندھی تہذیب کے ساتھ ساتھ ہاکڑا تہذیب بھی موجود تھی اور پاکستان کے شہر بہاولپور کے قریب اس تہذیب کا ایک اہم مرکز Ganweriwala کے آثار بھی دریافت ہوئے ہیں۔
[Encyclopedia of Early Civilization, p. 1]

(۱۳)۔ Encyclopedia of Ancient Asian Civilization, 148

(۱۴)۔ ایضاً

(۱۵)۔ Herodotus, Tr. A. D. Godley, in 4 Vols., Books V-Vii, (London: William Heinemann MCMXXII) v. 3; vii. 9, 65, 187.

(۱۶)۔ India the Ancient Past, p. 1

(۱۷)۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ،۳۲۹/۱۱-۳۳۰

(۱۸)۔ [The Zend Avesta, Part 1, The VENDIDAD, Tr. James Darmesteter (Oxford: Clarendon Press, 1880), p. 9.

(۱۹)۔ India--The Ancient Past, p.1

(۲۰)۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، مترجم عبداللہ العمادی، (نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۳۸۹ھ)،۴۸/۱

(۲۱)۔ السیوطی، جلال الدین، الدرالمنثور فی التفسیر الماثور، دارالکتب العلمیة، بیروت، ۱٤۱۱ھ،۱۱۱/۱ ؛ بلگرامی ،غلام علی آزاد، سبحة المرجان فی آثار هندوستان،بمبئی،۱۳۰۳ھ ص:٥

(۲۲)۔ الدرالمنثور، ۱۱۲/۱ ؛ سبحة المرجان ، ص:۱۳

(۲۳)۔ ابن حجر عسقلانی، لسان المیزان، دائرة المعارف النظامیه، حیدر آباد دکن، ۱۳۳۱ھ،٦۳/۱

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

(۲۴)۔ ندوی، سید سلیمان، عرب وہند کے تعلقات، اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۸۷ء، ص:۱۱،۱۲

(۲۵)۔ تاراچند، ڈاکٹر، تمدن ہند پر اسلامی اثرات، (مترجم مسعود احمد) مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۴ء، ص:۵۲

(۲۶)۔ قریشی، اشتیاق حسین، برعظیم پاک وہند کی ملت اسلامیہ، کریم سنز، کراچی، ۱۹۷۶ء، ص:۱،۲

(۲۷)۔ ساجدہ بٹ، ڈاکٹر، ہندوستان میں علوم عربیہ، اسلامیہ کی نشوونما، منہاج (سہہ ماہی) دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور، ج:۱، شمارہ:۲، جنوری-اپریل ۱۹۹۵ء، ص:۱۵۱

(۲۸)۔ آبِ کوثر، ص:۲۰

(۲۹)۔ عرب وہند کے تعلقات، ص:۱۱،۱۲

(۳۰)۔ غلام مرتضیٰ، قرون وسطیٰ میں عرب وہند کے سیاسی تعلقات، المعارف (ماہنامہ)، ندوۃ المصنفین، اعظم گڑھ، ج:۹۸، شمارہ:۶، جولائی ۱۹۶۶ء، ص:۴۲۲

(۳۱)۔ عرب وہند عہد رسالت میں، ص:۱۳

(۳۲)۔ المبارکبوری، القاضی اطهر، رجال السند و الهند، مطبعة الحجازية، بمبئی، ١٣٧٧ه، ص:١٤

(۳۳)۔ البخاری، محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح، كتاب احاديث الانبياء، باب قول اللّٰه تعالىٰ (واذكر فى الكتب مريم......) (مريم:١٦) (٣٤٣٨)، ص:٥٧٩

(۳۴)۔ ابن هشام، السيرة النبوية، مطبعة مصطفىٰ البابى الحلبى، مصر، ١٣٥٥ه، ٢٤٠/٤؛ ابن سعد، طبقات الكبرى، دارالفكر، بيروت، ١٩٩٤م، ٣٣٩/١

(۳۵)۔ بزرك بن شهريار، عجائب الهند، ليدن، ص:١٥٧

(۳۶)۔ الحاكم، محمد بن عبدالله، المستدرك، كتاب الأطعمه(٧٣٤٧)،٦٢/٥

(۳۷)۔ ابن خرداذبه، المسالك و الممالك، مطبع بريل، ليدن، ١٣٠٦ه، ص:٧٠

(۳۸)۔ البخاری، محمد بن اسماعيل (م٢٥٦ه) الادب المفرد، باب البناء(٧٧٨) ص:٢٠٢

(۳۹)۔ البلاذری، احمد بن يحیٰ، انساب الاشراف، دارالمعارف، مصر، ١٩٥٩م، ٥٢٢/١؛ طبقات ابن سعد، ٤٨٦/١

(۴۰)۔ السهمى، حمزه بن يوسف، معرفة علماء اهل جرجان، مجلس دائره المعارف العثمانية، حيدر آباد دكن، ١٣٧٠ه، ص:٢٠٣

(۴۱)۔ ابن حجر عسقلانى، الاصابة فى تميز الصحابة، دار أحياء التراث العربى، بيروت، ١٣٢٨ه، ٢١١/١

(۴۲)۔ مبارکپوری، قاضی اطہر، خلافت راشدہ اور ہندوستان، فکرونظر پبلیکیشنز، سکھر، ۱۹۸۶ء، ص:۴۴

(۴۳)۔ الاصابة فى تميز الصحابة، ٥٣٢/١

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

(۴۴)۔ الذهبی، تجریداسماء الصحابة، دائرة المعارف، حیدر آباد دکن، ۱۳۱۵ھ، ۱/۲۰۰
(۴۵)۔ ابن الأثیر، اسد الغابة فی معرفة الصحابة، المکتبة الأسلامیة، طهران، ۱۳۷۷ھ، ۲/۲٦٦ ؛ الاصابة فی تمیز الصحابة،۲/۱۲۱
(۴٦)۔ تجرید اسماء الصحابة، ۱/۲۲۵
(۴۷)۔ ابن جریر الطبری، تاریخ الامم وا لملوك، مطبعة الاستقامة، قاهرة، ۱۹۳۹م، ۳/٦۷
(۴۸)۔ خلیفة بن خیاط اللیثی، تاریخ خلیفه بن خیاط، دارالکتب العلمیة، بیروت، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵م، ص:٦۱
(۴۹)۔ ابن قتیبه، عیون الاخبار، دارالکتب المصریة، قاهرة، ۲/۱۹۹
(۵۰)۔ تاریخ الطبری،۴/۱۵۰
(۵۱)۔ طبقات ابن سعد، ۸/٦
(۵۲)۔ البلاذری، فتوح البلدان، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی، ۱۴۲۰ھ، ص:۲۰۴ ؛ تاریخ خلیفة بن خیاط، ص:٦۸
(۵۳)۔ ابو یوسف، کتاب الخراج، دارالمعرفة، بیروت، ۱۳۰۲ھ، ص:۷۱
(۵۴)۔ فتوح البلدان، ص:۲۲۳
(۵۵)۔ رفیق دلاوری، سندھ کی تسخیر اوراس پر اسلامی فرمانروائی کی پہلی دوصدیاں، برہان (ماہنامہ) ندوۃ المصنفین، دھلی، جنوری، ج:۴۲، شمارہ:۱، ص:۴۳، جنوری۱۹۵۹ء
(۵٦)۔ فتوح البلدان، ص:۲۵۷ ؛ تاریخ خلیفه بن خیاط، ص:۷۳،۷۹
(۵۷)۔ فتوح البلدان، ص:۲۵۷ ؛ تاریخ خلیفه بن خیاط، ص:۷۳،۷۹
(۵۸)۔ تاریخ خلیفة بن خیاط، ص:۹۳
(۵۹)۔ فتوح البلدان، ص:۲۵۷
(٦۰)۔ خلافت راشدہ اور ھندوستان، ص:۵۴
(٦۱)۔ فتوح البلدان، ص:۲۵۷
(٦۲)۔ تاریخ خلیفة بن خیاط، ص:۱۲۱
(٦۳)۔ الکوفی، علی بن حامد، فتح نامہ سندالمعروف بہ چچ نامہ، مجلس مخطوطات فارسیہ، حیدرآباددکن، ۱۳۵۸ھ، ص:۷۷-۷۸
(٦۴)۔ فتوح البلدان، ص:۲۲٦
(٦۵)۔ خلافت راشدہ اور ہندوستان، ص:۱۴۹
(٦٦)۔ أیضاً
(٦۷)۔ أیضاً۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.